Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies (MJIS)
ISSN 3007-3820 (Print) | 3007-3812 (Online)
(Jan-Jun) 2025, 3:1 (66-79)
محی الدین جرنل آف اسلامک اسٹڈیز
(جنوری-جون، ۲۰۲۵)، ۳:۱

قومی ریاست کے انتظامی فرائض: مقاصد شریعت اور مکتب فراہی کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Administrative Duties of the Nation-State: An Analytical Study in the Light of the Objectives of Sharīah and the Farāhī School

Khurshid Ahmad Nadeem[a] & Prof. Dr. Mohyuddin Hashimi [b]

[a] Ph.D Scholar , Department of Islamic Thought ,History &Culture, AIOU, Islamabad.

[b] Dean, Faculty of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad

Corresponding author's email: khurshidnadeem@hotmail.com

Administrative Duties of the Nation-State: An Analytical Study in the Light of the Objectives of Sharīah and the Farāhī School," *Mohi-ud-Journal of Islamic Studies* 3, no. 1 (2025): 66-79.

ABSTRACT

This research paper analyzes the administrative responsibilities of the nation-state through the dual lenses of *Maqasid al-Shari'ah* and the intellectual tradition of the Farahi School. It argues that a modern nation-state, particularly within a Muslim context, can derive a robust and holistic ethical framework for governance from these two sources. Moving beyond a literalist application of classical jurisprudence, the study adopts a teleological approach grounded in the higher objectives and universal principles of Islam.The research examines how the Maqasid, the preservation of faith, life, intellect, lineage, and property, serve as a comprehensive blueprint for state policy, ensuring justice, public welfare and the protection of fundamental rights. Additionally, it incorporates the hermeneutics of Imam Hamiduddin Farahi and his intellectual successors, emphasizing the Qur'an's coherence (*nazm*) and its thematic interpretation. This methodology provides a dynamic tool for contextualizing Islamic principles to address contemporary administrative challenges, including social justice, economic management, legislative processes and international relations. The paper concludes that the synergy between the Maqasid and the Farahi approach offers a compelling model for a state that is both effectively administered and authentically grounded in the enduring values of the Islamic tradition.

Keywords: Administrative, Responsibilities,Farahi School,Islamic Governance, Maqasid

Mention in the table a brief sketch of Second author's Contribution:- (Maximum two Authors allowed only)

Supervisory role played by second author.

C

All Contents of this publication is copyrighted and property of *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies*, and restricted to commercial use. It allows Research uses only, provided that original author(s) and sources should be credited with a proper academic referencing.

1. موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

عصر حاضر میں قومی ریاست کا تصور عالمی سیاسی نظام کی بنیادی اکائی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ یہ تصور ویسٹ فیلیا معاہدہ (1648ء)[1] کے بعد یورپ سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلا اور اب بین الاقوامی تعلقات کی تنظیم کا لازمی حصہ بن گیا ہے۔ اسلامی دنیا کے لیے یہ ایک ایسا نیا ادارہ ہے جس کے بارے میں فقہی و شرعی موقف کا تعین ناگزیر ہو چکا ہے۔ قومی ریاست کی تعریف جدید سیاسیات میں ایک ایسی خود مختار سیاسی ہستی کے طور پر کی جاتی ہے جو مخصوص جغرافیائی حدود، مستقل آبادی، مؤثر حکومت اور دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اس نئے سیاسی ڈھانچے کے سامنے امت مسلمہ کے بنیادی سوالات یہ ہیں کہ کیا قومی ریاست کا تصور اسلامی سیاسی فکر کے مطابق ہے؟ اگر ہے تو اس کے انتظامی فرائض کیا ہوں گے؟ اور ان فرائض کی انجام دہی میں اسلامی تعلیمات کس طرح رہنمائی فراہم کریں گی؟ انہی سوالات کے جوابات کی تلاش کے لیے ہم دو اہم اسلامی علمی ذخائر مقاصد شریعت اور مکتب فراہی کی روشنی میں قومی ریاست کے انتظامی فرائض کا جائزہ لیں گے۔ مقاصد شریعت در حقیقت اسلامی قانون کے ان بنیادی ہدفوں کو بیان کرتی ہے جو شریعت کے تمام احکامات کی تشریح و تطبیق میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام شاطبیؒ (م 790ھ) نے "الموافقات" میں مقاصد شریعت کو دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت پر مشتمل پانچ بنیادی اصولوں میں مرتب کیا ہے۔[2] یہ مقاصد در حقیقت انسانی فلاح و بہبود کے جامع پروگرام پر مشتمل ہیں جو فرد اور معاشرے کے متوازن ارتقاء کو یقینی بناتے ہیں۔

دوسری جانب مکتب فراہی جس کے بانی امام حمید الدین فراہی (وفات 1930ء)[3] اور ان کے شاگرد رشید امین احسن اصلاحی (م 1997ء) ہیں،[4] نے قرآن فہمی کے لیے نظم قرآن کا منفرد تصور پیش کیا ہے۔ اس مکتب فکر

1- Walter George Frank Phillimore Bart, Three Centuries of Treaties of Peace and Their Teaching (Boston Little, Brown and Company ,1918), 14.

2- ابی اسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: دار ابن عفان للنشر والتوزیع، 1997ء)، 57۔

3- حمید الدین فراہی (1863ء-1930ء) برصغیر پاک و ہند کے ممتاز اسلامی اسکالر اور مفسر قرآن تھے۔ انہیں جدید قرآنی علوم میں نظام قرآن کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے قرآن کی مرکزی موضوعاتی وحدت پر زور دیا اور اپنی تفسیر نظام القرآن میں اسے پیش کیا۔ (مولانا سید متین احمد شاہ، مولانا فراہیؒ اور مدرسۃ الاصلاح کی علمی خدمات، گوجرانوالہ، ماہنامہ: الشریعہ، جلد: 27، شمارہ: 2، فروری 2016ء)، 23۔

4- امین احسن اصلاحیؒ (1904ء-1997ء) حمید الدین فراہیؒ کے ممتاز شاگرد اور تحریک اسالیب القرآن کے بانی تھے۔ انہوں نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر تدبر قرآن لکھی، جس میں استاد فراہی کے افکار کو مزید وسعت دی۔ انہوں نے قرآن کو ایک مربوط نظام حیات کے طور پر پیش کیا اور جدید دور میں قرآن فہمی کے لیے ان کا طریقہ کار انتہائی مؤثر مانا جاتا ہے۔(https://www.idref.fr/179931520)

کے مطابق قرآن مجید ایک مربوط اور منظم کتاب ہے جس کے سورے اور آیات باہم گہرا ربط رکھتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ قرآن کے اجتماعی اور سیاسی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے اس کے بنیادی تصورات جیسے ملت، امت، خلافت اور عدل کو ان کے آپسی ربط میں دیکھنا ضروری ہے۔ قومی ریاست کے انتظامی فرائض پر غور کرتے وقت ہمیں یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ اسلام میں ریاست کا تصور ایک ذریعہ ہے نہ کہ مقصد۔ ریاست اسلامی احکامات کے نفاذ اور انسانی فلاح کے حصول کا ایک آلہ کار ہے۔ امام الماوردی (وفات 450ھ) نے الاحکام السلطانیہ میں اسلامی ریاست کے بنیادی فرائض دین کی حفاظت، عدل کا قیام، امن وامان کی فراہمی، تعلیم کی توسیع اور معاشی انصاف کو قرار دیا ہے۔[5]

جدید قومی ریاست کے تناظر میں یہ فرائض کس طرح انجام دیے جاسکتے ہیں؟ کیا موجودہ ریاستی ڈھانچے اسلامی مقاصد کے حصول کے لیے موزوں ہیں؟ اور اگر ہیں تو ان میں کس قسم کی اصلاحات و تبدیلیوں کی ضرورت ہے؟ ان سوالات کے جوابات ہمیں مقاصد شریعت اور مکتب فراہی کی روشنی میں تلاش کرنے ہوں گے۔ اس مقالے کا مقصد یہی ہے کہ جدید قومی ریاست کے انتظامی فرائض کا اسلامی اصولوں کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس طرح ایک مسلم اکثریتی قومی ریاست اپنے انتظامی فرائض کو اسلامی اقدار کے مطابق انجام دے سکتی ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ نظریاتی بنیادوں کے ساتھ ساتھ عملی تجاویز پر بھی روشنی ڈالی جائے تاکہ یہ مطالعہ محض ایک علمی مباحثہ نہ رہے بلکہ عملی رہنمائی کا ذریعہ بھی بن سکے۔

2. قومی ریاست کا تصور: تاریخی ارتقاء اور اسلامی تناظر

قومی ریاست کا تصور جدید دور کی ایک سیاسی ایجاد ہے جو تاریخی طور پر یورپ میں نشاۃ الثانیہ اور صنعتی انقلاب کے بعد پروان چڑھا۔ اس تصور کی بنیاد اس خیال پر ہے کہ ایک مخصوص جغرافیائی خطہ، وہاں کی مقامی آبادی اور ایک خود مختار حکومت مل کر ایک سیاسی وحدت تشکیل دیتے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ریاست کا تصور اس سے مختلف رہا ہے یہ فکر نسلی یا لسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ عقیدے اور نظریے پر استوار ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں شعوب اور قبائل کے باہمی تعارف کے تصور کو پیش کیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾[6]

(اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو۔)

مکتب فراہی کے نزدیک قرآن مجید میں ملت کا تصور قومی ریاست کے جدید تصور سے کہیں وسیع اور جامع ہے۔ امام فراہیؒ کے شاگرد امین احسن اصلاحیؒ ملت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ملت در حقیقت ایک نظریاتی

[5] ابو الحسن علی بن محمد، الماوردی، الأحکام السلطانیۃ (القاھرۃ: دار الحدیث، س–ن)، 60–90۔

[6] القرآن 13:49۔

وحدت کا نام ہے جو ایک مشترکہ نصب العین اور مشترکہ نظام زندگی پر ایمان رکھتی ہو۔[7] اس تعریف کے مطابق اسلامی ریاست کی بنیاد جغرافیائی حدود پر نہیں بلکہ نظریاتی وابستگی پر ہوتی ہے۔ تاہم موجودہ عالمی نظام میں جب قومی ریاستیں سیاسی زندگی کی بنیادی اکائی بن چکی ہیں، تو مسلم ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس نئے ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے اپنے اسلامی فرائض کی ادائیگی کے طریقوں کا تعین کریں۔

تاریخی طور پر اسلامی ریاستیں کثیر الثقافتی اور کثیر المذہبی رہی ہیں۔ خلافت امویہ، عباسیہ، عثمانیہ اور مغلیہ سلطنت میں مختلف مذاہب و ثقافتوں کے لوگ ایک سیاسی نظام کے تحت رہتے تھے۔ اس کے برعکس جدید قومی ریاست کا تصور یکسانیت کا تقاضا کرتا ہے جس میں اقلیتیں اکثر پسماندہ ہو جاتی ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے قومی ریاست کی قانونی حیثیت اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اپنے تمام شہریوں کے ساتھ انصاف کرے، ان کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے اور اسلامی اقدار کے مطابق نظام قائم کرے۔ قومی ریاست کے اسلامی تناظر میں اہم نکتہ یہ ہے کہ ریاست اپنے آپ میں مقصد نہیں بلکہ انسانوں کی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے۔ مقاصد شریعت کی روشنی میں ریاست کا بنیادی مقصد دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت ہے۔ قومی ریاست اگر ان مقاصد کی تکمیل کرتی ہے تو اس کی موجودگی کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ امام غزالی (وفات 505ھ) نے "المستصفی" میں لکھا ہے کہ یعنی شریعت کا مقصد دنیا و آخرت میں بندوں کی مصلحت کا تحفظ ہے۔[8]

3. مقاصد شریعت کی روشنی میں ریاستی فرائض کا تعین

مقاصد شریعت کے علم نے اسلامی فقہی نظام کو ایک مربوط اور ہم آہنگ ڈھانچہ فراہم کیا ہے۔ یہ علم شریعت کے بنیادی مقاصد اور حکمتوں کو سمجھنے کا ایک نظام مہیا کرتا ہے جس کے ذریعے نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ شاطبی کے بیان کردہ پانچ ضروریات یعنی دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت۔ درحقیقت انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ریاستی فرائض کی عمارت کی بنیاد ہیں۔ پہلا مقصد دین کی حفاظت ہے جس کے تحت ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا ماحول فراہم کرے جہاں افراد آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی عقائد پر عمل کر سکیں۔ اس میں عبادات کی ادائیگی کے مواقع فراہم کرنا، دینی تعلیم کے اداروں کو فروغ دینا اور مذہبی آزادی کو یقینی بنانا شامل ہے۔ اسلامی ریاست میں دین کی حفاظت محض عبادات تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ کار معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا بھی ہے۔ دوسرا مقصد نفس کی حفاظت ہے جس کے تحت ریاست انسانی زندگی کے تحفظ کی پابند ہے۔ اس میں جان و مال کی حفاظت، صحت کی سہولیات کی فراہمی، خوراک کی حفاظت

---

7 – امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن (لاہور: فلک شیر پرنٹرز، ابراہیم روڈ، 2009ء)، 1:50–60۔

8 – ابو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي، المستصفى (بیروت: دار الكتب العلمية، 1993ء)، 200–100۔

اور محیطی آلودگی سے بچاؤ شامل ہیں۔ جدید ریاست میں اس مقصد کے تحت صحت عامہ کے پروگرام، حفاظتی قوانین اور ہنگامی خدمات کا قیام ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ تیسرا مقصد عقل کی حفاظت ہے۔ اسلام نے علم اور عقل کو بنیادی اہمیت دی ہے۔

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیم کے مواقع فراہم کرے، علمی آزادی کو یقینی بنائے اور ایسے عوامل کو روکے جو عقل کو متاثر کریں۔ جدید دور میں اس مقصد کے تحت سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی، تحقیقی اداروں کا قیام اور تعلیمی معیار کو بلند کرنا ریاستی فرائض میں شامل ہیں۔ چوتھا مقصد نسل کی حفاظت ہے جس کا تعلق خاندانی نظام کی مضبوطی سے ہے۔ ریاست کا فرض ہے کہ وہ ازدواجی نظام کو آسان بنائے، خاندانی اقدار کی حفاظت کرے اور معاشرے میں جنسی بے راہ روی کو روکے۔ اس کے ساتھ ساتھ بچوں اور خواتین کے حقوق کا تحفظ بھی اسی مقصد کا حصہ ہے۔ پانچواں مقصد مال کی حفاظت ہے۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ املاک کے حقوق کا تحفظ کرے، معاشی انصاف کو یقینی بنائے اور حرام کمائی کے ذرائع کو روکے۔ جدید معاشی نظام میں اس کے تحت جائیداد کے حقوق کا تحفظ، معاہدات کی پابندی اور منصفانہ معاشی پالیسیاں شامل ہیں۔[9] مقاصد شریعت کی روشنی میں ریاستی فرائض کا تعین در حقیقت ایک متحرک عمل ہے جو وقت اور حالات کے ساتھ بدل سکتا ہے۔ ابن عاشور (م 1393ھ) نے مقاصد الشريعة الإسلامية میں لکھا ہے کہ مقاصد شریعت کو سمجھنے کے لیے زمان و مکان کے تغیرات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔[10]

4. مکتب فراہی کے تناظر میں ریاستی نظام کی تشکیل نو

مکتب فراہی نے قرآن فہمی کے لیے نظم قرآن کا جو تصور پیش کیا ہے، وہ اسلامی ریاست کے تصور کو سمجھنے میں نہایت اہم ہے۔ اس مکتب فکر کے مطابق قرآن مجید کی سیاسی و اجتماعی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے اس کے بنیادی تصورات کو ان کے باہمی ربط میں دیکھنا ضروری ہے۔ امام فراہیؒ نظام القرآن میں لکھتے ہیں:

"قرآن مجید ایک مربوط کتاب ہے جس کے تمام اجزاء آپس میں مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں"۔[11]

9۔ نورالدین بن مختار الخادمی، علم المقاصد الشریعۃ (ریاض: مکتبۃ العبیکان، 2001ء)، 197۔

10۔ محمد الطاھر بن محمد بن محمد الطاھر بن عاشور التونسي، مقاصد الشريعة الاسلامية (قطر: وزارة الأوقاف والشؤون الاسلامية، 2004ء)، 1:150-100۔

11۔ حمید الدین فراہی، نظام القرآن، مقدمہ، مترجم: اصلاحی، امین احسن (اعظم گڈھ: دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، س۔ن)، 90-1۔

مکتب فراہی کے مطابق قرآن میں ریاست اور حکومت کے بارے میں بنیادی تصور امانت کا ہے۔ قدرت اور اختیارات درحقیقت اللہ کی جانب سے عطا کردہ امانتیں ہیں جن کا استعمال عدل و انصاف کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾[12]

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں کے سپرد کر دو۔"

اس آیت کی روشنی میں ریاستی اداروں اور حکمرانوں کے تمام اختیارات درحقیقت عوام کی امانتیں ہیں جنہیں انہیں واپس لوٹانا ہے۔[13] مکتب فراہی کی روشنی میں اسلامی ریاست کا دوسرا اہم تصور شوریٰ ہے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کے معاملات میں باہمی مشورے پر زور دیا گیا ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾[14]

"ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔"

امین احسن اصلاحیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"شوریٰ درحقیقت اجتماعی زندگی کا وہ نظام ہے جس میں فیصلے باہمی رائے سے کیے جاتے ہیں۔"[15]

جدید قومی ریاست کے تناظر میں شوری کے تصور کو جمہوری اداروں کے ذریعے عملی شکل دی جا سکتی ہے۔ تیسرا اہم تصور عدل کا ہے جو قرآن مجید میں نہایت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ اسلامی ریاست کا بنیادی فرض معاشرے میں عدل قائم کرنا ہے۔ چاہے وہ معاشی عدل ہو، سماجی عدل ہو، یا قانونی عدل۔ مکتب فراہی کے تناظر میں اسلامی ریاست کی تشکیل نو کے لیے چند نکات اہم ہیں۔ ان میں ریاست کی بنیاد توحید کے تصور پر ہو گی جس کے مطابق حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ کی ہے، حکومت ایک امانت ہے جس کا تحمل ذمہ داری کے ساتھ کیا جائے گا، فیصلہ سازی کا عمل شوری کے اصول پر ہو گا، معاشرے میں عدل کا قیام اولین ترجیح ہو گی اور ریاست کا مقصد انسانوں کی دنیاوی و اخروی فلاح شامل ہیں۔ مکتب فراہی کی روشنی میں قومی ریاست کی تشکیل نو کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ ریاستی ڈھانچے کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے نہ کہ انہیں مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔

12۔ القرآن 58:4۔

13۔ اصلاحی، تدبر قرآن، مضمون سورۃ النساء، 219:2۔

14۔ اصلاحی، ایضاً، سورۃ الشوریٰ، 175:7۔

15۔ اصلاحی، ایضاً، 7:175–176۔

5. انتظامیہ کے بنیادی اصول: شوریٰ، عدل اور احتساب

اسلامی ریاست کی انتظامیہ کی بنیاد چند اہم اصولوں پر استوار ہوتی ہے جن میں شوریٰ، عدل اور احتساب نمایاں ہیں۔ یہ اصول درحقیقت ریاستی اداروں کے درست کام کرنے کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ شوریٰ کا اصول اسلامی انتظامیہ کا بنیادی ستون ہے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ ﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾۔[16] شوریٰ کا مطلب محض مشورہ لینا نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظام حکمرانی ہے جس میں فیصلہ سازی میں عوام کی شراکت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ جدید دور میں شوریٰ کو پارلیمانی نظام، مقامی حکومتوں اور مشاورتی کونسلوں کے ذریعے عملی شکل دی جا سکتی ہے۔ امام محمد عبدہ (م 1905ء) نے شوریٰ کے نظام کو جدید جمہوری نظام کے قریب قرار دیا ہے۔[17] عدل کا اصول اسلامی انتظامیہ کا دوسرا بنیادی ستون ہے۔ قرآن مجید میں عدل کا حکم دیتے ہوئے ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾[18]

"بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل اور احسان کا۔"

عدل کا مفہوم وسیع ہے جس میں انصاف، مساوات اور توازن سب شامل ہیں۔ اسلامی ریاست میں عدل محض عدالتی نظام تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ معاشی، سماجی اور انتظامی تمام شعبوں میں لاگو ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ (م728ھ) نے السياسة الشرعية میں لکھا ہے کہ: "ان الله يقيم الدولة العادلة و ان كانت كافرة و لا يقيم الدولة الظالمة و ان كانت مسلمة"۔[19] یعنی اللہ عادل ریاست کو قائم رکھتا ہے چاہے وہ کافر ہو اور ظالم ریاست کو قائم نہیں رکھتا چاہے وہ مسلمان ہو۔ احتساب کا اصول اسلامی انتظامیہ کا تیسرا اہم ستون ہے۔ اسلامی نظام میں حکمران اور عوام دونوں جواب دہ ہیں۔ حکمران عوام کے سامنے جواب دہ ہیں اور عوام اللہ کے سامنے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾[20]

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔)

16- القرآن 38:42۔

17- محمد رشید رضا، تفسیر المنار (الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990ء)، 165:7۔

18- القرآن 90:16۔

19- ابن تیمیۃ، السیاسۃ الشرعیۃ (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، وزارۃ الشئون الإسلامیۃ والاوقاف والدعوۃ والارشاد، 1418ھ)، 1-129۔

20- القرآن 18:59۔

احتساب کا نظام در حقیقت شفافیت اور جواب دہی کو یقینی بناتا ہے۔ خلافت راشدہ کے دور میں احتساب کا نظام نہایت مضبوط تھا جہاں خلیفہ خود عوام کے سامنے جواب دہ تھا۔ ان تین اصولوں کے علاوہ اسلامی انتظامیہ کے دیگر اہم اصولوں میں مساوات، آزادی اور ذمہ داری شامل ہیں۔ مساوات کا اصول تمام شہریوں کو یکساں حقوق فراہم کرتا ہے خواہ ان کا مذہب، نسل، یا سماجی حیثیت کچھ بھی ہو۔ آزادی کا اصول افراد کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ذمہ داری کا اصول ہر فرد کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق ذمہ داری سونپتا ہے۔ جدید قومی ریاست میں ان اصولوں کی عملی تطبیق کے لیے چند اقدامات کیے جاسکتے ہیں کہ شوری کے اصول کو مضبوط کرنے کے لیے انتخابی نظام کو شفاف بنایا جائے، عدل کے اصول کو قائم کرنے کے لیے آزاد عدلیہ کو یقینی بنایا جائے، احتساب کے نظام کو مضبوط کرنے کے لیے شفافیت اور معلومات کے حق کے قوانین بنائے جائیں، مساوات کے اصول کو قائم کرنے کے لیے امتیازی قوانین ختم کیے جائیں اور آزادی کے اصول کو تحفظ دینے کے لیے بنیادی انسانی حقوق کو آئینی تحفظ دیا جائے۔

6. معاشی نظام کی تشکیل: اسلامی اقتصادیات کے اصولوں کی روشنی میں

اسلامی ریاست کے معاشی نظام کی عمارت چند بنیادی اصولوں پر استوار ہوتی ہے، جو معاشرے میں اقتصادی انصاف اور توازن قائم کرنے کی ضمانت دیتے ہیں۔ مقاصد شریعت میں مال کی حفاظت کو جو مرکزی مقام حاصل ہے، وہ اسلامی معیشت کی روح ہے جس کے تحت ریاست کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ املاک کے حقوق کا تحفظ کرے اور ہر قسم کے معاشی استحصال کے راستے بند کرے۔ اس نظام کا پہلا سنگ بنیاد "ملکیت کے حقوق کا تحفظ" ہے، جس میں اسلام نے نجی ملکیت کو تو تسلیم کیا ہے مگر اس پر اجتماعی حقوق کی پابندی عائد کی ہے۔ قرآن مجید کے حکم ﴿وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾[21] میں ایک طرف ملکیت کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے تو دوسری طرف اس کے ناجائز استعمال سے روکا گیا ہے، جس سے معاشی حقوق و فرائض کا حسین توازن قائم ہوتا ہے۔ دوسرا اہم ستون "زکوٰۃ اور صدقات کا نظام" ہے، جو معاشرتی سطح پر اقتصادی توازن پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ نظام دولت کے غیر منصفانہ ارتکاز کو روکتے ہوئے معاشرے کے محروم طبقات کی دستگیری کرتا ہے۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ کے مصارف کی وضاحت اسے معاشی انصاف کا طاقتور آلہ کار بناتی ہے، جسے جدید ریاست میں منظم طریقے سے نافذ کر کے غربت کے خلاف مؤثر جنگ لڑی جا سکتی ہے۔ تیسرا بنیادی اصول سود کی حرمت ہے، جسے قرآن مجید میں ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾[22] کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ حرمت در حقیقت معاشی استحصال کے

---

[21]۔ القرآن 2:188۔

[22]۔ القرآن 2:275۔

خلاف ایک ناقابل شکست دفاعی مورچہ ہے، جس نے جدید دور میں اسلامی بینکاری اور مالیات کے اداروں کو جنم دیا ہے جو سود سے پاک معاشی لین دین کے مواقع فراہم کر رہے ہیں۔ چوتھا اہم اصول منصفانہ تجارت کا ہے، جس میں اسلام نے تجارت کو تو حلال قرار دیا ہے لیکن دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی اور غلط بیانی جیسے تمام ناجائز طریقوں سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: "البيعان بالخيار ما لم يتفرقا"[23]

میں خریدار اور بیچنے والے دونوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے شفاف تجارت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

پانچواں اہم نکتہ قدرتی وسائل پر اجتماعی ملکیت کا تصور ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان:

"المسْلِمون شركَاء في ثلاث: الْمَاء وَالْكلَإ وَالنّار"[24] میں خوبصورتی سے بیان کیا گیا یہ تصور اسلامی معیشت کو سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظاموں سے ممتاز کرتا ہے، جہاں بنیادی وسائل پر تمام انسانوں کے برابر حقوق تسلیم کیے گئے ہیں۔ جدید قومی ریاست میں اسلامی معاشی نظام کی تشکیل کے لیے ان اصولوں کو عملی شکل دینے کی ضرورت ہے، جس کے تحت زکوٰۃ کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنا، سود سے پاک بینکاری کو فروغ دینا، منصفانہ تجارت کے قوانین بنانا، قدرتی وسائل کے عادلانہ استعمال کو یقینی بنانا اور غربت کے خاتمے کے لیے جامع پروگرام ترتیب دینا شامل ہیں۔ یہ اقدامات مل کر ایک ایسا معاشی ڈھانچہ کھڑا کر سکتے ہیں جو نہ صرف اقتصادی ترقی کو فروغ دے بلکہ معاشرتی انصاف کی ضمانت بھی بن سکے۔

7. تعلیمی پالیسی: علم کے فروغ اور معاشرتی ارتقاء کے لیے رہنما اصول

اسلامی ریاست میں تعلیم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جو قرآن مجید کے پہلے لفظ اقراء سے ہی واضح ہو جاتی ہے۔ یہ واحد دین ہے جس کی مقدس کتاب کا آغاز ہی علم کے حصول کے حکم سے ہوتا ہے، جو بتاتا ہے کہ اسلام میں علم کو کتنی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مقاصد شریعت میں عقل کی حفاظت کو بنیادی مقصد قرار دیا گیا ہے، جس کا براہ راست تعلق تعلیم و تربیت سے ہے۔ اسلامی تعلیمی نظام کی بنیاد کچھ اہم اصولوں پر استوار ہے۔ سب سے پہلا اصول علم کے حصول کی فرضیت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ " طلب الْعلْم فريضة عَلَى كُل مسْلم"[25] اس حدیث میں علم کو محض مذہبی علوم تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ تمام مفید علوم کو شامل کیا گیا ہے، چاہے وہ سائنس ہو، طب ہو، معاشیات ہو یا کوئی اور علم۔

23۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، رقم الحدیث: 2079۔

24۔ احمد بن حنبل، مسند (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، رقم الحدیث: 23082۔

25۔ ابن ماجۃ، السنن (قاہرہ: دار إحیاء الکتب العربیۃ)، رقم الحدیث: 224۔

دوسرا اہم اصول توحید پر مبنی تعلیم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾[26]۔

اس آیت میں پڑھنے کا حکم اللہ کے نام کے ساتھ دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام علم کا منبع و مرکز اللہ کی ذات ہونی چاہیے۔ اسلامی تعلیم کا مقصد محض معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ انسان کی شخصیت کی تعمیر کرنا ہے۔ تیسرا اہم اصول نظریاتی و عملی علم کا توازن ہے۔ اسلامی تعلیمی نظام میں دینی و دنیاوی علوم کے درمیان کوئی مصنوعی تقسیم نہیں ہے۔ چوتھا اہم اصول تعلیمی مساوات ہے۔ اسلام میں علم کا حصول ہر مرد و عورت کا حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے علم حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں خواتین عالمہ اور فقیہہ کی ایک طویل فہرست اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کی تعلیم کو ہمیشہ فروغ دیا۔ پانچواں اہم اصول اخلاقی تربیت ہے۔ اسلامی تعلیم کا مقصد صرف ڈگریاں دینا نہیں بلکہ اچھے اخلاق والے افراد تیار کرنا ہے۔

مکتب فراہی کے تناظر میں تعلیم کا مقصد انسان کی دنیاوی و اخروی کامیابی ہونا چاہیے، تعلیمی نظام قرآن و سنت کی تعلیمات کو مرکزی حیثیت دے، تمام مفید علوم کو اسلامی اقدار کے مطابق پڑھایا جائے، تعلیم میں تنقیدی سوچ اور تحقیقی مزاج کو فروغ دیا جائے اور تعلیم معاشرتی ضروریات کے مطابق ہو۔ جدید قومی ریاست میں اسلامی تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ یکسانی تعلیمی نظام قائم کیا جائے جس میں دینی و دنیاوی علوم کا توازن ہو، تعلیم کو ہر شہری کے لیے مفت اور لازمی بنایا جائے، اساتذہ کی تربیت اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے، تحقیقی اداروں اور علمی مراکز کو فروغ دیا جائے اور تعلیمی نظام میں اخلاقی تربیت کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ اسلامی تعلیمی نظام درحقیقت ایک جامع اور متوازن نظام ہے جو انسان کی تمام تر صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کا ذریعہ ہے۔ یہ نظام نہ صرف انسان کو دنیاوی علوم سے آراستہ کرتا ہے بلکہ اسے آخرت کی کامیابی کے لیے بھی تیار کرتا ہے۔ یہی وہ خصوصیت ہے جو اسلامی تعلیمی نظام کو دیگر نظاموں سے ممتاز کرتی ہے۔

8. خارجہ پالیسی: بین الاقوامی تعلقات کے اسلامی اصول

اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ مقاصد شریعت کی روشنی میں خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد امن و سلامتی کو فروغ دینا، انسانی حقوق کا تحفظ کرنا اور بین الاقوامی تعاون کو بڑھانا ہے۔ پہلا اہم اصول امن و سلامتی ہے۔ اسلام میں جنگ کو ایک ناگزیر ضرورت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے نہ کہ پسندیدہ عمل کے طور پر۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

---

[26] القرآن 96:1۔

﴿وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾[27]

(اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔)

اسلامی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد بین الاقوامی امن قائم کرنا ہے۔ دوسرا اہم اصول عدل و انصاف ہے۔ اسلامی ریاست اپنے بین الاقوامی تعلقات میں عدل و انصاف کا دامن تھامے رکھتی ہے چاہے اس کا تعلق دوست سے ہو یا دشمن سے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾[28]

(اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف قائم کرنے والے بنو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو کیونکہ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔)

تیسرا اہم اصول عہد و پیمان کی پابندی ہے۔ اسلام میں معاہدوں کی پابندی کو نہایت اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾[29]

(عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔)

اسلامی ریاست اپنے تمام بین الاقوامی معاہدوں کی پابند ہوتی ہے۔ چوتھا اہم اصول "بین الاقوامی تعاون" ہے۔ اسلام میں دوسری قوموں کے ساتھ تعاون کو فروغ دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[30]

(نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی پر تعاون نہ کرو۔)

اسلامی ریاست دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلیمی، معاشی اور سائنسی شعبوں میں تعاون کرتی ہے۔ پانچواں اہم اصول انسانی ہمدردی ہے۔ اسلامی ریاست صرف مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته"[31]

27۔ القرآن 8:61۔

28۔ القرآن 17:8۔

29۔ القرآن 17:34۔

30۔ القرآن 5:2۔

31۔ البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5893۔

(تم سب نگران ہو اور تم سب سے اپنی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔)

اس حدیث میں رعایا سے مراد صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام انسان ہیں۔ مکتب فراہی کے تناظر میں خارجہ پالیسی کے اصولوں کو سمجھنے کے لیے قرآن مجید میں بیان کردہ بین الاقوامی تعلقات کے واقعات کو ان کے باہمی ربط میں دیکھنا ضروری ہے۔ جدید دور میں اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کے نفاذ کے لیے چند اہم اقدامات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی تنازعات میں ثالثی کا کردار ادا کیا جائے، عالمی امن کے لیے بین الاقوامی اداروں میں فعال کردار ادا کیا جائے، انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے عالمی سطح پر اقدامات کیے جائیں، دوسری ریاستوں کے ساتھ معاشی و ثقافتی تعلقات کو فروغ دیا جائے اور عالمی سطح پر اسلامی تعلیمات کی صحیح نمائندگی کی جائے۔

9. قومی ریاست کے اسلامی ماڈل کی تشکیل کے لیے تجاویز

قومی ریاست کا موجودہ تصور اگرچہ اسلامی سیاسی فکر کی براہِ راست پیداوار نہیں ہے، تاہم اسے اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا اور اس میں اسلامی روح پھونکنا ممکن ہے۔ مقاصد شریعت اور مکتب فراہی کی روشنی میں قومی ریاست کے اسلامی ماڈل کی تشکیل کے لیے متعدد اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست کی بنیاد توحید کے تصور پر استوار ہو گی، جہاں حاکمیت اعلیٰ کا تصور اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو گا اور تمام قوانین اسلامی اقدار کے تابع ہوں گے، ساتھ ہی غیر مسلم شہریوں کے مذہبی و شہری حقوق کا مکمل تحفظ بھی یقینی بنایا جائے گا۔ حکومتی نظام شوری کے اصول پر مبنی ہو گا، جس میں عوامی نمائندگی، آزادانہ انتخابات اور احتساب کے مضبوط اداروں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گی۔ معاشرے میں عدل کے قیام کو اولین ترجیح حاصل ہو گی، جس کے تحت مساوات انسانی، قانون کی حکمرانی اور معاشی انصاف کو یقینی بنایا جائے گا۔ معاشی نظام میں زکوۃ اور سود سے پاک بینکاری کو مرکزی حیثیت دی جائے گی، جبکہ نجی ملکیت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ دولت کے ارتکاز کو روکنے کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں گے۔ تعلیمی نظام دینی و دنیاوی علوم کے درمیان توازن قائم کرے گا اور تعلیم کو ہر شہری کا بنیادی حق قرار دیا جائے گا۔ خارجہ پالیسی کا محور بین الاقوامی امن و سلامتی اور تعاون ہو گا۔ ماحولیاتی تحفظ کو بنیادی اہمیت دی جائے گی اور تمام شہریوں کے انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔ سائنسی تحقیق اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو فروغ دینا بھی اسلامی ریاست کے اہم مقاصد میں شامل ہو گا۔ ان تمام پہلوؤں کے نفاذ کے لیے قومی ریاست کے موجودہ ڈھانچے میں بتدریج اصلاحات کی ضرورت ہو گی، جو عوامی حمایت اور علمی تحقیق پر مبنی ہوں گی۔ اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد محض قوانین کا نفاذ نہیں بلکہ انسانوں کی دنیاوی و اخروی کامیابی کو یقینی بنانا ہے۔

10. خلاصہ بحث

قومی ریاست کا موجودہ تصور بنیادی طور پر اسلامی سیاسی فکر کے مخالف نہیں ہے بشرطیکہ اسے اسلامی اصولوں اور اقدار کے مطابق ڈھال لیا جائے۔ مقاصد شریعت اور مکتب فراہی کی روشنی میں ہم قومی ریاست کے انتظامی فرائض کو اسلامی نقطہ نظر سے نہ صرف سمجھ سکتے ہیں بلکہ انہیں اسلامی اقدار کے مطابق مؤثر طریقے سے انجام بھی دے سکتے ہیں۔ مستقبل کے لیے راہ نمائی کے طور پر چند بنیادی نکات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین رکھنی ہوگی کہ اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد محض دنیاوی حکمرانی نہیں بلکہ انسانوں کی دنیاوی و اخروی فلاح و بہبود کا حصول ہے۔ یہ ایک جامع تصور ہے جو مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ارتقاء کو بھی یکساں اہمیت دیتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ ریاست کے تمام اداروں کو شوریٰ، عدل اور احتساب کے اصولوں پر پوری طرح کاربند ہونا چاہیے۔ شوریٰ کا مطلب ہے عوام کی آواز کو حکمرانی میں مؤثر کردار دینا، عدل کا تقاضا ہے کہ ہر شہری کو یکساں حقوق میسر ہوں اور احتساب کا نظام یقینی بنائے کہ ہر فرد اور ادارہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں جواب دہ ہو۔ معاشی نظام کے حوالے سے ہمیں زکوٰۃ کے اجتماعی نظام اور سود سے پاک بینکاری کو مرکزی حیثیت دینے کی ضرورت ہے۔ یہ نہ صرف معاشی استحصال کو روکے گا بلکہ معاشرے میں مالیاتی انصاف کو بھی فروغ دے گا۔ زکوٰۃ کا مؤثر نظام غربت کے خاتمے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ تعلیمی نظام کے میدان میں ہمیں دینی و دنیاوی علوم کے درمیان توازن قائم کرنا ہوگا۔ ایسا نظام تعلیم جو صرف مادی علوم پر زور دے یا صرف دینی علوم تک محدود رہے، دونوں ہی صورتیں ناقص ہیں۔ ہمیں ایک ایسا تعلیمی نظام درکار ہے جو طلباء کو دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی اقدار سے بھی آراستہ کرے۔ خارجہ پالیسی کے میدان میں ہمارا نصب العین امن و سلامتی اور بین الاقوامی تعاون ہونا چاہیے۔ اسلامی ریاست کو بین الاقوامی تعلقات میں عدل و انصاف کا علمبردار ہونا چاہیے اور عالمی سطح پر قیام امن کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ قومی ریاست کے اسلامی ماڈل کی تشکیل کوئی جامد عمل نہیں بلکہ ایک مسلسل ارتقائی سفر ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ نئے چیلنجز اور تقاضوں کے مطابق اصلاحات و تبدیلیوں کی گنجائش موجود رہنی چاہیے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے علماء، دانشوروں اور عوام الناس کی مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہوگی۔ یہ کوئی ایسا کام نہیں جو حکمران طبقہ تنہا انجام دے سکے بلکہ اس میں پورے معاشرے کی شمولیت ناگزیر ہے۔ اسلامی اصولوں پر مبنی قومی ریاست کا تصور نہ صرف نظریاتی طور پر مضبوط ہے بلکہ عملی طور پر بھی قابل عمل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مستقل مزاجی کے ساتھ اس مقصد کی طرف بڑھتے رہیں اور ہر قدم پر اسلامی اقدار کو سامنے رکھیں۔

Bibliography

1. Walter George Frank Phillimore Bart. Three Centuries of Treaties of Peace and Their Teaching. Boston: Little, Brown and Company, 1918.
2. Abi Ishaq Ibrahim bin Musa. Al-Muwafaqat. Al-Mamlakah al-'Arabiyyah al-Su'ūdiyyah: Dar Ibn 'Affan li-Nashr wa-Tawzi', 1997.
3. Hamid al-Din Farahi (1863–1930). "Maulana Farahi aur Madrasah al-Islah ki Ilmi Khidmat." Mahnama al-Shari'ah, Jild 27, Shumara 2, February 2016.
4. Amin Ahsan Islahi (1904–1997). Tadabbur al-Qur'an. Lahore: Falak Sher Printers, Ibrahim Road, 2009. https://www.idref.fr/179931520
5. Al-Mawardi, Abu al-Hasan Ali bin Muhammad. Al-Ahkam al-Sultaniyyah. Cairo: Dar al-Hadith, n.d.
6. Abu Hamid Muhammad bin Muhammad al-Ghazali al-Tusi. Al-Mustasfa. Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1993.
7. Nur al-Din bin Mukhtar al-Khadimi. 'Ilm al-Maqasid al-Shari'ah. Maktabat al-'Abikan, 2001.
8. Muhammad al-Tahir bin Muhammad al-Tahir bin 'Ashur al-Tunisi. Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyyah. Qatar: Wizarat al-Awqaf wa al-Shu'un al-Islamiyyah, 2004.
9. Farahi, Hamid al-Din. Nizam al-Qur'an. Muqaddimah, Trans. Amin Ahsan Islahi, Azamgarh: Da'irah Hamidiyyah, Madrasah al-Islah, Sarai Mir, n.d.
10. Muhammad Rashid Rida. Tafsir al-Manar. Al-Hay'ah al-Misriyyah al-'Ammah li al-Kitab, 1990.
11. Ibn Taymiyyah. Al-Siyasah al-Shar'iyyah. Al-Mamlakah al-'Arabiyyah al-Su'ūdiyyah: Wizarat al-Shu'un al-Islamiyyah wa al-Awqaf wa al-Da'wah wa al-Irshad, 1418H.
12. al-Bukhari, Muhammad bin Ismail. Al-Jami' al-Sahih. Dar Tawq al-Najah, 1422H.
13. Ahmad bin Hanbal. Musnad. Mu'assasah al-Risalah, 2001.
14. Ibn Majah. Al-Sunan. Dar Ihya' al-Kutub al-'Arabiyyah, Faisal 'Isa al-Babi al-Halabi.